اللہ علے واجل

R.N - 8319 / 64

ضلع کرنول سے شائع ہونے والا اردو کا واحد مذہبی اخبار

REGD, No: H-494

پندرہ روزہ

عزیز کرنول

ماہانہ ایڈیشن

ایڈیٹر:- عبد العزیز رحمانی

قیمت سالانہ
معاونین سے:- دس روپے
عام خریداروں سے:- چھ روپے

جلد (۴) | یکم ستمبر ۱۹۶۸ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ روز یکشنبہ | شمارہ (۱۵ و ۱۶)

رسول ﷺ کی انقلابی جماعت اور اس کی قربانیوں کے اقتباسات

(از:- عبد الرحمن پرواز اصلاحی)

جانی قربانی انسان جب کسی مقصد اور نصب العین کی راہ میں قدم رکھتا ہے تو بسا اوقات اسے طرح طرح کی صعوبتوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے کچھ لوگ جان، عزت اور مال بچاتے ہیں تو بسا اوقات ہر طرح کی مصیبتوں کو جھیل لیتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ مصیبتیں ان کے لئے عیش و راحت بن گئی ہوں کیونکہ مصیبت بہرحال مصیبت ہے۔ با ہمت آدمی کڑوا گھونٹ بغیر کسی جھجک کے پی لیگا۔ لیکن اس کی بدمزگی ضرور محسوس کریگا۔ مگر ان کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف با ہمت ہی نہیں بلکہ اولوالعزم کہنا چاہئے۔ اولوالعزم مصیبتوں کو مصیبتوں کی طرح نہیں جھیلتے بلکہ عیش و راحت کی طرح ان سے لذت و سرور حاصل کرتے ہیں۔ حق و صداقت کی راہ میں جس قدر مصیبتیں بڑھتی جاتی ہیں اتنا ہی زیادہ ان کا دل شادکام ہوتا ہے۔

صحابہ کرام میں سے جو لوگ اسلام کی دعوت پر پہلے پہل ایمان لائے ان پر کیا کچھ گذری۔ جانکاہیوں اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مدتوں ان کے اسلام سے کم تر اور ان کے شکار رہے۔ مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ ان کو ننگی پیٹھ ریگستان عرب کی جھلسا دینے والی دھوپ میں گرم ریتوں پر لٹا دیا گیا۔ مگر ہے تھکیاں ان کے چہروں پر بھی دکھیں۔ ان کے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ پیدا ہو سکی۔ وہ اصحاب اور تمام قوم میں بھی کلمہ حق پر

لٹائے رہے۔ وہ زندگی کے طوفان میں صبر و استقلال سے مقابلہ کرتے رہے اور ان کٹھنیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہ کر حق کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ صحابہ کی اس انقلابی جماعت میں وہ شہداء بھی ہیں جنہوں نے میدان جنگ میں لڑ کر جانیں دیں۔ وہ بھی ہیں جن کے پہلو میں نیزے چبھوئے گئے۔ وہ بھی ہیں جن کی زبانیں حق گوئی کے جرم میں گدی سے کھینچ لی گئیں۔ وہ بھی ہیں جن کا ایک ایک عضو کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔ دشمنان اسلام کے ستائے ہوئے ان مجاہدوں نے جس بے جگری سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کا تذکرہ قرآن پاک میں ان الفاظ میں کرتا ہے۔

پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہیں خدا کی راہ میں تکلیف دی گئی اور جنہوں نے لڑائی لڑی اور وہ مارے گئے تو ہم ان سے ان کی برائیوں کو دور کر دیں گے۔ اور باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور یہ بدلہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ کے یہاں اچھا بدلہ ہے۔ (آل عمران)

جن لوگوں نے لڑائی میں زخم کھائے پاس کے بعد کہ وہ خدا کے بلاوے پر چل کھڑے ہوئے ایسے نیکوکار اور متقیوں کے لئے بڑا اجر ہے۔ (آل عمران)

جو مصیبتیں ان کو ترک وطن اور جہاد میں پہونچیں۔ اس پر انہوں نے صبر کیا۔ اے پیغمبر تمہارا پروردگار ان سب امتحانوں کے بعد قیامت کے دن بخشنے والا مہربان ہے۔ (نحل)

جن لوگوں پر کافروں کی طرف سے ظلم کئے گئے۔ اور ظلم کے بعد ان کو خدا کے لئے اپنے وطن چھوڑنے پڑے تو ہم یقیناً انہیں دنیا میں اچھے ٹھکانے دیں گے۔ اور آخرت میں ان کے لئے اس سے کہیں بڑھ کر اجر ہے۔ جو انہیں نہیں معلوم۔ (نحل)

تاریخ کی کتابیں ہوں یا سیرت کے اوراق۔ صحابہ کرام کی ان تک داستانوں سے بھرے ہیں۔ دین حق کے لئے انہوں نے جو سختیاں جھیلیں اس کی مثال دنیا میں کسی مذہب کے ماننے والوں کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

حضرت بلال بن رباح رض کو کفار نے لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا۔ لڑکے ان کو پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن کیا مجال کہ ان کے پائے استقلال میں لغزش آجائے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت خباب رض ام انمار کے غلام تھے۔ وہ جب اسلام لائے تب ام انمار نے لوہا گرم کر کے ان کو داغا۔ حضرت عمر رض نے ان کی پیٹھ دیکھ کر کہا کہ آج تک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہیں گذری۔ حضرت خباب رض نے جواب دیا کہ کفار نے انگاروں پر لٹا کر مجھ کو گھسیٹا تھا۔ (اسد الغابہ)

حضرت صہیب رض اور حضرت عمار رض کو کفار لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیتے تھے یہاں دھوپ کی شدت سے ان کی حرارت دیتی ہیں کوئی حد نہیں ہوتی تھی۔ (اسد الغابہ)

حضرت ابو فکیہہ رض کے پاؤں میں کفار بیڑیاں ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے پھر پشت پر پتھر کی چٹان رکھ دیتے یہاں تک کہ وہ حواس باختہ ہو جاتے۔ ایک دن امیہ نے ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں کو ان کے گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ان کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیا۔ اتفاق سے راستے میں ایک گبریلا بھی جا رہا تھا۔ امیہ نے مذاقاً کہا "تیرا پروردگار یہی تو نہیں ہے؟" بولے "میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس پر اس نے زور سے ان کا گلا گھونٹا۔ لیکن امیہ کے بے درد بھائی کو جو اس وقت ان کے ساتھ تھا۔ اس پر بھی تسکین نہ ہوئی۔ بولا ان کو اور بھی اذیت دو۔ (اسد الغابہ)

حضرت سمیہ رض حضرت عمار رض کی والدہ تھیں۔ ایک دن کفار نے ان کو دھوپ میں لٹا دیا۔ اسی حالت میں رسول ﷺ کا گذر ہوا تو فرمایا "صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے"۔ لیکن ابو جہل کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی۔ اس نے برچھی مار کر ان کو ہلاک کر دیا۔ (طبقات ابن سعد)

شمع نبوت کا پروانہ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کے سب سے پہلے موذن

ابو عبداللہ کنیت، بلال نام، والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔ اس کے اعتبار سے حبشی تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ امیہ بن خلف ان کا آقا تھا۔

اسلام آپ ان السابقون الاولون میں سے تھے جنہوں نے توحید کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ اس جرم میں ان کا آقا امیہ بن خلف ان کو سخت اذیتیں پہنچاتا تھا۔ تپتی ہوئی ریت اور جلتے ہوئے سنگریزوں پر ان کو لٹا دیتا اور زد و کوب کرتا۔ مشرکین کے لڑکے ان کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ دم گھٹنے لگتا تھا۔ مگر توحید کی شراب طہور نے جس کیف جاں نواز سے آشنا کر دیا تھا اس کا نشہ کہیں ان تکلیفوں سے کم ہو سکتا تھا۔

ابوجہل ان کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر اوپر سے پتھر کی چکی رکھ دیتا اور جب آفتاب کی گرمی تیز ہو جاتی تو پوچھتا "بلال! اب بھی محمد کے خدا سے باز آؤ گے؟"

شمع وحدت کا یہ پروانہ جاں نثار اس وقت بھی کہتا "احد احد" یعنی خدا ایک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز اس حالت میں دیکھا تو خرید کر آزاد کر دیا۔

فضائل حضرت بلال کی آواز نہایت خوب اور دلکش تھی۔ اسی لئے مدینہ طیبہ میں جب مسجد کی تعمیر ہو چکی اور نماز جماعت کا انتظام کیا گیا تو حضرت بلال مؤذن مقرر ہوئے۔ آپ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن تھے۔

آپ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہتے تھے۔ یہاں تک کہ غزوات میں بھی شریک رہے۔ معرکۂ بدر میں امیہ بن خلف انہی کی شمشیر آبدار سے قتل ہوا۔ فتح مکہ کے وقت کوکبۂ نبوی مکہ میں شان و تجمل کے ساتھ داخل ہوا تو حضرت بلال اس وقت بھی ہمراہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بلال! کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو۔ "اللہ اکبر" وہ حریم مقدس جس کو اسلام کا معمار اولین حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کیا تھا ایک عرصہ کے بعد بھٹکنے کے بعد پھر ایک حبشی نژاد غلام کی اذان توحید سے گونج اٹھا۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔

ابوبکر سیدنا و اعتق سیدنا یعنی ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کرایا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن فجر کی نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلا کر پوچھا کہ کوئی ایسا عمل تم مجھ کو بتاؤ جس پر تو ایسے کہ تم کو سب سے زیادہ ہو کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے۔ حضرت بلال نے فرمایا مجھ سے ایسا عمل تو کوئی نہیں ہوا۔ البتہ دن رات میں کوئی وضو ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد جتنا مقدر تھا نماز نہیں پڑھی ہو۔

سبقت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر میں ساتھ رہنے کے باعث حضرت بلال کو شرف حاصل تھا۔ تمام صحابہ ان کا احترام کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں کسی کام کے لئے رؤسائے مکہ کا ایک گروہ باب خلافت پر حاضر ہوا اور باریابی کی اجازت طلب کی۔ ان کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے۔ حضرت عمر نے سب سے پہلے حضرت بلال کو اندر بلایا۔ بعض سرداران قریش کو یہ بات ناگوار گزری اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شرفاء منتظر بیٹھے ہیں اور ایک غلام کو شرف باریابی حاصل ہو رہا ہے۔ اس پر عکرمہ بن ابوجہل نے کہا بلانے والے نے سب کو ایک آواز میں بلایا لیکن ہم نے اس وقت بھی اس آواز کو بعد میں سنا۔ لہٰذا اب بھی یہی لوگ پہلے باریابی حاصل کرنے کے حقدار ہیں جنہوں نے اسلام کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ آخر میں شکایت کا کوئی حق نہیں۔

نکاح آپ نے متعدد نکاح کئے تھے۔ اور ازواج کی بعض بیویاں عرب کے شریف و معزز خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ابن ابی بکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ ہماری ہمشیرہ کا نکاح کسی سے کرا دیجئے۔ آپ نے فرمایا تم بلال کو چاہتے ہو؟

وہ پھر واپس آئے اور یہی عرض کی۔ حضور نے پھر وہی فرمایا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ بالآخر وہ راضی ہو گئے۔ اور کہا آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ آپ نے ابوبکر کی صاحبزادی کا نکاح حضرت بلال سے کر دیا۔ حضرت قتادہ کی روایت کے مطابق آپ کا ایک نکاح بنو زہرہ کی ایک عرب عورت سے بھی ہوا تھا۔ اور آپ کی بیوی کا نام ہند الخولانیہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال ملک شام میں جا کر متوطن ہو گئے تھے۔ بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے وہاں بھی ایک نکاح کیا تھا۔

حلیہ حضرت بلال کا جسم لاغر، رنگ سیاہ اور قد نہایت ہی طویل تھا۔ سر کے بال نہایت گھنے خمدار اور اکثر سفید تھے۔

وفات ۲۰ھ میں کم و بیش ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور دمشق میں باب الصغیر کے قریب دفن ہوئے۔

بقیہ سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم

اس واقعہ سے ثابت ہے کہ مجرم کو صرف ایک بار معافی دی جا سکتی ہے۔ اور دوسری مرتبہ ہرگز معافی نہیں دی جا سکتی۔ یہ قانون اسلام کا ہے جو لوگ مجرم کو معافی دیتے ہیں وہ منافقت اور فتنہ پروری کرتے ہیں۔

مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی بہت عزت تھی۔ اسی لئے وہ ہر جمعہ کو ایک مجلس میں کھڑے ہو کر بیان دیتا تھا۔ تمام لوگ بہ رغبت اس کا بیان سنتے تھے۔ مجلس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو آپ کی شان میں خوب مدح سرائی کرتا اور کہتا۔ لوگو! یہ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے انہیں کی بدولت تمہیں عزت اور توقیر بخشی تم ہر حالت میں ان کی مدد کرو۔ ان کی تعظیم اور ادب کرو۔ ان کی بات مانو اور اطاعت کرو۔ یہ ہمیشہ کا دستور تھا لیکن جنگ احد میں اس دشمن رسول نے مسلمانوں کی فوج میں انتشار پیدا کیا اور اپنے تمام منافقوں کی جمعیت جو تین سو سے زیادہ افراد تھے لیکر مدینہ واپس آگیا تھا۔ اس وقت سے اس کا نفاق مسلمانوں پر ظاہر ہو چکا تھا چنانچہ غزوۂ احد کے بعد بھی وہ حسب دستور تقریر کے لئے کھڑا ہونے لگا تو مسلمانوں نے ہر طرف سے اس کے کپڑے کھینچ کر بٹھا دیا۔ اور کہا اے دشمن خدا تو اس کا اہل نہیں ہے اس توہین اور تحقیر پر دشمن خدا لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا مجلس سے نکل گیا اور کہہ رہا تھا اگر کھڑا ہوا تو ان کے معاملات میں تقویت پیدا کر۔ مسجد کے دروازے پر ایک انصاری سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا ہوا کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی نے جواب دیا کہ لوگ مجھے بیان کرنے سے روک دیتے اور توہین کی۔ انصاری نے کہا واپس جاؤ تاکہ رسول اللہ تیرے لئے استغفار کریں۔ منافق نے کہا مجھے رسول اللہ کے استغفار کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض غزوۂ احد مسلمانوں کے لئے نہایت سخت اور آفتوں کا دن تھا۔ اللہ نے اس دن مسلمانوں کا امتحان لیا اور منافقوں کا نفاق ظاہر کر دیا۔ اور اسی دن اپنے اولیاء کو درجہ و مرتبہ دینے کے لئے شہید کیا۔ فقط

پہلے مجھے دیکھئے

○

اگر اس دائرے میں × نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ سے آپ کی خریداری ختم ہے۔ آپ بذریعہ منی آرڈر سالانہ قیمت بھیج دیجئے یا وی پی کرنے کی اجازت دیجئے۔ آئندہ خریداری بند کرنی ہو تو فوراً اطلاع دیجئے۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی بھیجا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی کے خرچ سے بچ سکتے ہیں۔ (ادارہ)

جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ بھیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرہ روزہ عزیز کرنول

۷ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ روز یکشنبہ

سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم

غزوۂ احد

غزوہ احد نصف شوال بروز شنبہ ختم ہوا۔ ابوسفیان نے اعلان کیا کہ آئندہ سال دوبارہ مقام بدر میں لڑائی ہوگی پھر وہ اپنی فوج کو لے کر مکہ واپس ہوا۔ جب مقام روحا میں پہنچے تو انہیں سخت افسوس ہوا کہ ہم مسلمانوں پر پورا قابو پا چکے تھے۔ ان کے اشراف اور سرداروں کو ہلاک کر دیتے۔ محمد کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے پھر مدینہ پر حملہ کر کے باقیماندہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیتے تو بہت بہتر تھا۔ پھر آئندہ سال بدر میں جنگ کرنے کی نوبت نہ آتی۔ یہ ہماری سخت غلطی ہے جو ہم نے یہ موقعہ کھو دیا۔ چنانچہ وہ سب اسی مقام روحا سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے عزم صمیم کر لیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ابوسفیان اور اس کی نیتی معلوم ہوئی تو ۱۶ شوال بروز اتوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اعلان کیا کہ جو لوگ احد کی لڑائی میں حاضر تھے صرف وہی لوگ دوبارہ جنگ کی تیاری کریں۔ اور دشمن اسلام ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوں۔ اسی وقت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور معذرت کی کہ یا رسول اللہ! میں غزوہ احد میں شریک نہیں تھا کیونکہ میرے والد عبداللہ بن عمرو نے مجھ کو اپنی سات بیٹیوں کی نگرانی کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ اب وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ لہذا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ساتھ ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوتا ہوں۔ آپ نے جابر کو اجازت دیدی۔ چنانچہ وہ بھی اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

قبیلہ بنی عبدالاشہل کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں سخت زخمی ہو گئے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منادی نے اعلان دیا تو ہم دونوں بھائی باہم گفتگو کر رہے تھے کہ افسوس ہماری ناداری اور تنگدستی کی وجہ سے ہمارے پاس کوئی سواری نہیں کہ ہم بھی رسول اللہ کے ساتھ ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوتے اور ہم زخموں سے ایسے لاچار اور مجبور ہیں کہ ہم میں چلنے کی طاقت نہیں تو کیا ہم اب سفر سے معذور ہیں۔ ہم ان صورتوں میں غزوہ احد کا ثواب ہمارا باطل ہو جائیگا اور ہم رسول اللہ کے نافرمان اور بیوفا ہونگے۔ پھر شخص مذکور نے کہا کہ ان مجبوریوں اور دردوں میں بھی ہم نے اپنے پیارے رسول کی اتباع کی اور دونوں ابوسفیان کے تعاقب میں پیدل روانہ ہوئے۔ چونکہ میں اپنے بھائی سے قدرے توانا تھا اس لئے جب میرا بھائی چلنے سے عاجز ہوتا تو میں اس کو اپنی پیٹھ پر لاد لیتا تھا۔ جب میں کمزور ہوتا تو بھائی کو پیٹھ سے اتارتا اور وہ بمشکل دو چار قدم چلتا اسی کرب و بلا کے دور سے اپنی مسافت کو طے کیا اور مسلمانوں کی قیامگاہ میں جا پہونچے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ سفر کیا اور حمراء الاسد تک تشریف لے گئے۔ دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ قیام فرمایا۔ حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل ہے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو حمراء الاسد میں مقیم تھے کہ قبیلہ خزاعہ کا معبد بن ابی معبد سے ملاقات ہوئی۔ یہ شخص مشرک تھا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدرد اور خیرخواہ تھا۔ اس نے کہا۔ غزوہ احد میں آپ کو تکلیف ہوئی۔ اس سے ہم کو بہت صدمہ ہوا۔ اور ہم بہت دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ کو صحت و سلامتی عافیت اور تندرستی عطا کرے۔ اسکے بعد وہ مقام روحا کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات کی۔ ابوسفیان نے دریافت کیا کہ معبد! محمد اور ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟ معبد نے کہا وہ تمہارے تعاقب اور تلاش میں نکلے ہیں۔ ان کے جو لوگ غزوہ احد میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ بھی اب فوج میں شامل ہو گئے۔ وہ تمام نہایت غضبناک اور جوش انتقام میں ڈوبے ہیں۔ ان کے دلوں میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک رہی ہے۔

ابوسفیان نے کہا معبد! ارے کیا کہتے ہو ہم مدینہ کو واپس جانے اور ان تمام کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ معبد نے انہیں منع کر دیا اور ان کے ارادہ کو باطل کر دیا۔ اسی اثناء میں قبیلہ عبدالقیس کے گھوڑے سواروں کا دستہ ظاہر ہوا۔ ابوسفیان نے پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم مدینہ جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ کیوں جا رہے ہیں؟ تو کہا کہ اناج اور غلہ کی خریدی کو جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اگر تم ہمارا کام کرو اور ہمارا خط محمد اور ان کے ساتھیوں کو پہنچا دو تو اس کے صلہ میں عکاظ کے بازار میں ہم تم کو زبیب یعنی منقیٰ بھر پور دینگے۔ ابوسفیان نے کہا جب محمد اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہو تو کہدو کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی دوبارہ حملہ کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں کی بیخ و بن اکھاڑ پھینکنے اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ کوئی ایک مسلمان بھی باقی نہ رہے۔ چنانچہ یہ دستہ روانہ ہوا اور مقام حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ ابوسفیان کا پیام پہنچا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

ابوسفیان اور اس کے ساتھی مقام روحا میں تھے اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے لیکن ان میں خود ہی اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ ہم مدینہ پر چڑھائی نہیں کریں گے کیونکہ غزوہ احد میں اکثر مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور امید سے زیادہ مسلمانوں کا نقصان ہوا ہے اسی لئے اب مدینہ میں خصوصاً مسلمانوں کا انتشار پھیلا ہوگا اور وہ جوش انتقام میں سخت مضطرب و بے قرار ہو رہے تھے۔ اور اس صورت میں ہم مدینہ پر حملہ کریں گے تو مسلمان نہایت پامردی اور جوانمردی سے مقابلہ کریں گے۔ اس صورت سے امید سے زیادہ سخت جنگ اور زوردار خونریزی ہوگی۔ اسی مصلحت بینی کے پیش نظر وہ لوگ اپنے خیال سے باز آئے اور مکہ واپس ہو گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد میں تھے مدینہ واپس ہونے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ کو گرفتار کیا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار میں ہجو کرتا۔ اور عام طور پر لوگوں میں رسول اللہ کے خلاف تنفر پھیلاتا تھا۔ اتفاقاً بدر کی لڑائی میں گرفتار ہوا۔ اور رسول اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت وہ رونے لگا۔ معافی مانگی آئندہ محتاط زندگی گذارنے کا وعدہ اور اقرار کیا کہ آئندہ کبھی ہجو نہیں کرونگا۔ لوگوں میں بدظنی، بدگمانی اور تنفر نہیں پھیلاؤنگا۔ اس حالت زار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آیا۔ آپ نے اس کی جان بخشی کی۔ اور آزاد کر دیا۔ لیکن یہ ظالم مکہ جاکر پہلے سے زیادہ ہجو اور تنفر کو فروغ دیا۔ دوبارہ اتفاقاً مقام حمراء الاسد میں گرفتار ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ حسب دستور سابق اس ظالم نے معافی مانگی اور رونے لگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی دینے سے صاف انکار کیا اور فرمایا۔

ان المومن لا یلدغ من جحر مرتین۔ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا۔ پھر قتل کا حکم دے دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اڑا دی۔ بعضوں نے کہا کہ عاصم بن ثابت نے قتل کیا نیز بعضوں کا بیان ہے کہ یہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دامن میں پناہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امن مانگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر امن دی کہ وہ تین دن کے اندر یہاں سے کہیں نکل جائے۔ اگر تین دن کے بعد بھی نظر آئے گا تو قتل کر دیا جائیگا۔ لیکن تین دن کے بعد بھی یہ ظالم وہیں چھپا رہا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہو گئی۔ اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر کو روانہ کیا کہ فلاں مقام میں یہ ظالم ہے اس کو قتل کر دو چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے قتل کیا۔

(باقی صـ۲ پر)

حج کے فضائل

یوں تو حج، عمرہ اور زیارتِ حرمین شریفین کے فضائل پر مشتمل کتب احادیث میں بکثرت روایات مذکور ہیں۔ پھر بھی شوق و رغبت دلانے کے لئے چند منتخب احادیث نبوی مع سلیس ترجمہ درج ذیل ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ مسلمان کو زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

۱۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجلوا الی الحج احدکم لا یدری ما یعرض لہ۔
(رواہ ابو القاسم الاصبہانی)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج کرنے میں جلت کرو تمہیں معلوم کیا بات پیش آجائے؟ (کہیں بیمار ہو جاؤ یا موت آجائے اور یہ سعادت پھر کبھی نصیب نہ ہو)

۲۔ عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ الحرام ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیاً او نصرانیاً وذلک ان اللہ تعالیٰ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔
(رواہ الترمذی)

حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے مصارفِ حج، سواری اور اخراجاتِ خور و نوش کا مالک ہوتے ہوئے حج نہیں کیا تو اس کے لئے برابر ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس لئے کہ مصارفِ سفر کی موجودگی میں حج نہ کرنا خدا تعالیٰ کے اس حکم کی صریح خلاف ورزی ہے (جو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وللہ علی الناس الآیۃ یعنی صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر حج کرنا واجب ہے۔

۳۔ عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاہرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیاً او نصرانیاً۔
(رواہ الدارمی)

حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص احتیاجِ ظاہری (ناداری) یا ظالم حاکم کے جور و ستم یا کسی ایسے مرض کی وجہ سے جس میں چلنا پھرنا بیت اللہ شریف تک پہنچنا دشوار ہو۔ ان عذرات کی غیر موجودگی میں جو شخص حج کرنے سے باز رہا اور مر گیا تو اس کو اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

۴۔ عن عائشہؓ قالت قلت یا رسول اللہ نری الجہاد افضل الاعمال افلا نجاہد قال لکن افضل الجہاد واجملہ حج مبرور۔ (رواہ الصحاح)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جہاد کو افضل الاعمال خیال فرماتے تو کیا ہم جہاد میں شریک نہ ہوا کریں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ افضل اور جمیل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

۵۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (رواہ البخاری)

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو عمروں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ اگلا عمرہ ہو جاتا ہے۔ اور حج مبرور کی جزا تو جنت ہے۔

۶۔ عن عائشہؓ قالت قلت یا رسول اللہ علی النساء جہاد؟ قال نعم علیہن جہاد لا قتال فیہ الحج والعمرۃ۔ (رواہ احمد وابن ماجہ)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا عورتوں پر جہاد واجب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں واجب ہے۔ لیکن اس جہاد میں قتال اور خونریزی نہیں ہے۔ اور وہ جہاد حج اور عمرہ ہے۔

۷۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجابہم وان استغفروہ غفر لہم
(رواہ ابن ماجہ)

حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حج اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جو دعا کرتے ہیں قبول ہو جاتی ہے اور اگر کسی کی مغفرت طلب کرتے ہیں تو مغفرت عطا کی جاتی ہے۔

۸۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ۔
(رواہ احمد)

سرکارِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی حاجی اپنے وطن واپس آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے جب حاجی سے ملاقات کرو تو پہلے اس کو سلام کرو۔ مصافحہ کرو۔ اور اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرو اس لئے کہ وہ بارگاہِ الٰہی سے مغفرت یافتہ ہے۔

۹۔ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حاجاً او معتمراً او غازیاً ثم مات فی طریقہ کتب اللہ لہ اجر الغازی والحاج والمعتمر (رواہ البیہقی)

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج، عمرہ یا جہاد کی نیت سے گھر سے نکلا اور راستہ میں (قضائے الٰہی سے) فوت ہو گیا تو اس کو حج، عمرہ یا جہاد ہی کا ثواب ملے گا۔

۱۰۔ عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عرفۃ ان اللہ ینزل الی سماء الدنیا فیباہی بہم الملائکۃ فیقول انظروا الی عبادی اتونی شعثاً غبراً ضاجین من کل فج عمیق اشہدکم انی قد غفرت لہم الی قولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما من یوم اکثر عتیقاً من النار من یوم عرفۃ (شرح السنۃ)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر نزولِ اجلال فرما کر فرشتوں کو مخاطب کر کے از راہ فخر و مباہات فرماتا ہے۔ فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح پراگندہ بال ننگے سر دور دراز مقامات سے میرے پاس آئے ہیں۔ فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ حضور فخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ سب دنوں سے زیادہ گنہگار بندوں کو دوزخ سے نجات عطا فرماتا ہے۔

۱۱۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا۔
(رواہ احمد)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچ کر وفات پائے تو اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے اس لئے کہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا میں قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کروں گا۔

۱۲۔ عن عیاش بن ربیعۃ المخزومیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال ہذہ الامۃ بخیر ما عظموا ہذہ الحرمۃ حق تعظیمہا فاذا ضیعوا ذلک ہلکوا۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ امت ہمیشہ خیر و برکت میں رہے گی جب تک بیت اللہ کی کما حقہ تعظیم کرتی رہے گی۔ جو نہی یہ قوم بیت اللہ کی حرمت کو ضائع کرے گی ہلاک ہو جائے گی۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیراً (النساء)

لوگو! اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ہر امانت دار کی امانت پہنچا دو اور جب تم لوگوں میں عدالت اور انصاف کرو تو بحق انصاف کرو۔ بے شک اللہ نے تم کو بہترین نصیحت کی ہے۔ بے شک وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں۔ اور تمہاری بھلائی و بہبودی، ہدایت اور رہبری کیلئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ایک قرآن مجید اور دوسری میری سنت

سے کہا جاتا ہے۔ اللہ کے یہاں کوئی بیان کوئی بات نہیں
اور مسجدیں اسی غرض سے ہیں۔
ایک دن ولید کا گزر ان قاصدان
کے پاس سے گزرا اور پوچھا۔
لوگ کس حال میں ہیں۔
بولا سب اچھا ہے۔
فرمایا غلط کہتے ہو انسان کو بھوکا
رکھتے ہو اور کتوں کو کھلاتے ہو۔
جاڑے کی راتوں اور حق پرستیوں کا نتیجہ
یہ نکلا کہ لڑکے کی سردی میں ان کے
بدن پر ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی ڈال
کر کوڑے لگائے گئے۔ قید کیا گیا قتل کا
سروسامان ہوا۔ آخر کار یہ حکم دیا گیا کہ ان
کے پاس کوئی نہ پہنچے تاکہ سب
منقطع ہو۔ تاہم ان کی غیرت اور جرات کا
یہ حال تھا کہ قاصد شفقت شاہی لے کر ان
کے پاس پہنچا تو اس حالت میں بھی شفقت
کو بکری کے منہ میں دے دیا وہ چبا گئی فرمایا
اس کا یہی جواب تھا۔

حجاج کے سامنے کلمۂ حق

حجاج اپنے محل کے دریچے میں بیٹھا تھا کچھ عراقی سردار بھی
موجود تھے۔ ایک لڑکا جس کے بال اس
کی کمر تک لٹک رہے تھے ادھر سے
گزرا محل کی عمارت کو دیکھا اور بلند
آواز میں پکار کر کہا۔
کیا اونچی اونچی زمینوں پر نشان
بناتے ہو بے فائدہ اور مضبوط قلعے
بنوانے کا جو نتیجہ تمہیں سمجھتے کیا
ہمیشہ جیتے رہو گے۔ حجاج نے سنا تو
تکیے کی ٹیک کو چھوڑ کر سیدھا ہو گیا۔
مصاحبوں سے کہا لڑکا عقلمند معلوم ہوتا
ہے طلب کیا۔ اور ادھر ادھر کی باتیں
کر کے فرمایا۔ پھر اس سے کہا کچھ پڑھو۔
لڑکے نے پڑھنا شروع کیا۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت
الناس یخرجون من دین اللہ
افواجا۔
حجاج نے کہا یخرجون نہیں یدخلون کہو۔
لڑکا بولا۔ وہ اول ہی ہوتے تھے لیکن اس
عہد میں لوگ نکل رہے ہیں۔
حجاج۔ جانتے ہو کس سے مخاطب ہو۔
لڑکا۔ میں خوب جانتا ہوں۔
حجاج۔ امیر المومنین کے بارے میں
تمہارا کیا خیال ہے۔
لڑکا۔ خدا ابو الحسن پر رحمت کرے۔
حجاج۔ میری مراد عبدالملک بن مروان
سے ہے علی سے نہیں۔
لڑکا۔ عبدالملک! اس نے اتنے گناہ
کئے ہیں کہ زمین و آسمان بھی نہیں سما سکتے۔
حجاج۔ ذرا ہم نشینوں کو ان کو دے
گنتا ہے ہیں؟

لڑکا۔ سب سے بڑا اور خود تمہاری ذات
ہے کہ اس نے تجھ جیسے سفاک کو گورنر
بنا دیا ہے۔ جس کے نزدیک رعایا کا مال
مباح اور خون حلال ہے۔
حجاج نے مصاحبوں کی طرف دیکھا
سب نے متفقہ طور پر کہا گستاخ ہے
واجب القتل ہے۔
لڑکے نے کہا ان مصاحبوں سے
تو فرعون کے مصاحب اچھے تھے۔
جنہوں نے حضرت موسیٰ کے متعلق
مشورہ دیا تھا کہ قتل میں جلدی نہ
کرو یہ کیسے مصاحب ہیں کہ سوچے سمجھے
بغیر میرے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں
حجاج نے طبیعت بدل کر کہا۔
لڑکے اپنی زبان روک تیرے لئے
چار ہزار درہم کا حکم دیتا ہے۔
لڑکا۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں خدا
تیرا منہ سفید اور تختہ اونچا کرے۔
حجاج نے مصاحبوں سے کہا سمجھتے ہو
اس کا مطلب کیا ہے۔
سب نے کہا امیر ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔
حجاج نے کہا تیرا منہ سفید کرے اس
کا مطلب ہے تجھے کوڑھ ہو جائے۔
اور تختہ اونچا کرے اس سے مراد
ہے سولی پر لٹکایا جائے۔

طریق کلام

منصور کے پاس چند زاہد آئے ایک
نے کہا اللہ نے تجھے دنیا عطا کر دی ہے
تو تھوڑی سی آخرت بھی خرید لے۔ اس
رات کو بھی کبھی یاد کر جب تو قبر میں
سوئے گا اور اس رات کو بھی یاد کر جس
کے بعد کوئی رات نہ آئے گی۔
منصور یہ سنکر چپ ہو گیا تھوڑے
توقف کے بعد حکم دیا کہ انہیں انعام
دیکر رخصت کیا جائے۔
اس شخص نے کہا جس شخص کو انعام
لینے کی خواہش ہوتی ہے وہ بادشاہ
سے اس طرح کلام نہیں کرتے۔

حکومت یا طاعون

خلیفہ منصور کے عہد میں طاعون پڑ گئی۔ ایک بڑا شامی
خلیفہ سے ملا۔ خلیفہ نے اس سے کہا۔
شکر کرو خدا نے طاعون کو تم سے
تم سے رفع کیا ہے کہ ہماری حکومت
میں رہ رہے ہو۔ ہماری رعایا ہو
بڈھے نے کہا۔ ایمان پوچھے تو
طاعون اور تمہاری حکومت ہمارے
لئے دونوں یکساں ہیں۔

ایک دفعہ کسی شاعر نے امیر
رشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا۔
امیر المومنین! اگر آپ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے پہلے

ص

وقت موجود ہوتے تو سب سے خلافت کا
جھگڑا ہی نہ پڑتا۔ دونوں فریق آپ
کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ وہیں ایک
شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔
تو جھوٹ بکتا ہے امیر المومنین کے
باپ حضرت عباس وہاں موجود تھے۔
ان کو کسی نے پوچھا تک نہیں کہ جوان کی
دریافت ہوتی۔

متوکل کے زمانے میں اسحاق
ایک نامور شاعر تھا۔ مہینہ اہلبیت کی
مدح کیا کرتا تھا۔ متوکل نے بلا کر
ڈانٹ ڈپٹ کی۔
دھمکی دے کر کہا جان بچاؤ کیا جھوٹ بولوں۔
متوکل نے پوچھا
میرے بیٹے افضل ہیں یا حسنین رض
اسحاق نے کہا حسنین رض
بعد افضل ہیں یا علی رض
تم سے علی کا غلام قنبر بھی افضل ہے۔
متوکل نے سنا تو اسحاق کی زبان گدی
سے کھنچوا دی۔ یہ بھی ایک شاعر تھا۔

کافر و مومن میں امتیاز

از۔ محترمہ منیر ملکہ (ادیب عالم)

کافر کی نظر خاکی و درماندہ و بے روح
مومن کی نظر نوری و تابندہ و مشتاق

کافر ہمہ بے مہر و ہمہ کشتۂ اغراض
مومن ہمہ اشفاق و ہمہ پیکر اخلاق

کافر کا قدم مصلحتِ راہ کی تخلیق
مومن کی روش منزلِ مقصود کی خلاق

کافر کا گماں کثرتِ اوہام کی تصویر
مومن کا یقیں محکم و مستِ مئے میثاق

کافر کے لئے دامنِ تریاق بھی خالی
مومن کا تصرف ہو تو ہے زہر بھی تریاق

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ اس میں گم ہے آفاق

شکرانے کے نفل

ایک شخص نے محمود غزنوی سے شکایت کی کہ آپ کا بھانجا میری
اہلیہ سے تعلقات قائم کئے ہوئے ہے
گھر میں زبردستی گھس آتا ہے مجھے نکال
دیتا ہے۔ اور خود لہو لعب کرتا ہے۔
پوری سلطنت میں کوئی نہیں سنتا۔ آپ
ہی حق دار کے دربار میں پہنچا ہوں
سلطان نے اطمینان دلایا کہ انصاف
ہوگا۔ لیکن کسی کو فی الحال آگاہ نہ کرو
وہ آئے تو سیدھا میرے پاس چلے آنا۔
خواہ کوئی وقت ہو۔
شہزادہ حسب معمول آیا اس کو باہر
نکالا تو وہ کیا گھر اور سلطان کے پاس
پہنچا۔ سلطان نے فرمایا آیا آنکھوں دیکھی
تلوار کھینچی اور بھانجے کو وہیں ختم کر دیا
صاحب خانہ سے پانی مانگا دو نفل ادا کئے
پوچھا تو بتایا کہ میں نے تمہاری
فریاد سنکر عہد کیا تھا کہ جب تک
انصاف نہ کر لوں پانی نہ پیوں گا

دعا گو
[illegible] تم پر رحم و کرم کرے
اپنے جوار میں داخل کرے۔ آمین۔

اختلافِ مدارجِ انبیاء علیہم السلام

ما فاتح آفرینی فرما جس شمار انواع موجودات پیدا کئے ہیں جن میں ایک حضرتِ انسان بھی ہے جس کا اشرف المخلوقات ہونا دلائلِ عقلیہ اور نقلیہ سے پایۂ یقین تک پہنچ چکا ہے۔ اور جس طرح دیگر انواعِ موجودات کا بلحاظ کمالات کے مختلف مدارج پر ہونا ایک بین امر ہے اسی طرح افرادِ انسانی بھی اپنے اپنے فطری اور کسبی اور وہبی کمالات میں مختلف مدارج پر دیکھے جاتے ہیں۔ ہم ہر سہ اقسام کمالات مذکورہ بالا کا کوئی خاص معیار قائم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قدرت کی لا متناہی عجائبات کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی مگر یہ امر نہایت مشہور طور دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ کمالاتِ انسانی میں جو سب سے اعلیٰ اور اشرف رتبہ ہو سکتا ہے وہ صرف نبوت کا رتبہ ہے۔ نبی اللہ جب نئی شریعت کے ساتھ مبعوث ہوتے ہیں تو اس کو رسول کہتے ہیں۔ اس لئے رسالت نبوت کے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال کی ایک صورت ہے۔ اگرچہ اس میں بھی مقامِ قرب کے لحاظ سے مختلف مدارج ہر دو کے نصِ قرآنی ثابت ہیں مگر ہمیں اس وقت نبوت کے مفہوم سے بحث کرنا ہے۔

نبوت کمال فطری ہے یا کسبی

نیچریہ اور بعض دیگر اہلِ بدعت یا وہبی جو اپ مانتے ہیں کہ نبوت ایک کمالِ فطری کا نام ہے یعنی کسی شخص کی فطرت ہی میں پیدائش کے وقت مادہ نبوت ودیعت رکھا جاتا ہے۔ اور جب عقلِ انسانی درجۂ کمال تک پہنچ جاتی ہے تو اس کے آثار اور لوازم کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی مادہ نبوت جوش میں آکر نبی کو دعوت اور تبلیغ پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کے متعلق وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ النبی نبی فی بطن امہ یعنی نبی ماں کے پیٹ ہی میں نبی ہوتا ہے مگر یہ خیال صرف غلط ہی نہیں بلکہ اس کا نتیجہ والا لحاد، زندیقی اور شرعاً قابلِ تعزیر بھی ہے۔ حدیث مذکورہ بالا سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کے نطفہ میں صرف نبوت کی قابلیت ودیعت رکھی جاتی ہے جو چند روز میں ترقی کر کے نبی بن جاتی ہے اور درمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ موہبت الٰہی علوم کا افاضہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا اللہ تعالیٰ افضل اگر پیدا ہونا پہلے ہی موجود ہو لے جیسے قال لکن افضل ایہا روے السعید من سعد فی بطن امہ والشقی ... ماں

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے ہی سے نیک کا نیک اور بُرے کا بُرا ہونا مقدر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نبی کی فطرت کی قابلیت دیگر افرادِ انسانی سے بدرجۂ کمال قبولِ حق کے لئے مستعد ہوتی ہے۔ مگر روحانی تعلیم کا حاصل کرنا ایک امرِ زائد ہے جس کو محض انعام خداوندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دیکھو اس راز کو خداوند کریم نے کس لطافت کے ساتھ آیتِ نوری میں واضح فرمایا ہے يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔ اس آیت کی تفسیر محققین آئمہ کتاب و سنت نے کی ہے کہ نبی اللہ کی فطرت اس قدر لطیف اور قبولِ حق کے لئے مستعد ہوتی ہے کہ بغیر تعلیم وحی کے وہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے آمادہ ہوتی ہے۔ گویا وہ ایک قسم کا روغن ہوتا ہے۔ جس میں لوازم نور قبول کرنے کی اس قدر استعداد پوشیدہ رہتی ہے کہ خود بخود مشتعل ہو جائے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی فطرت بجائے خود اپنے اندر ایک نورِ صداقت مخفی رکھتی ہے مگر تعلیم وحی کے فیضان سے اس میں ایک غیر معمولی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نبی اپنی فطرتِ سلیمہ سے تمام لوازمات معرفت کا جامع ہوتا ہے۔ مگر ملک روحانی سے تعلیم حاصل کر کے ان لوازمات کی تکمیل کر لیتا ہے۔ اسی لئے امورِ حقہ کی تصدیق کرنے میں اس کو کسی قسم کا التباس اور اشتباہ نہیں ہوتا کیونکہ جو کچھ اس کی فطرت کا تقاضا تھا اسی کو ملکِ روحانی سے اخذ کرتا ہے۔ اسی لئے وہ نورٌ علیٰ نور ہے۔

جن لوگوں نے نبوت کو صرف نورِ فطرت تک محدود رکھا ہے اور نورِ وحی کو نورِ فطرت سے علیحدہ نہیں سمجھا انہوں نے نیچریانہ روش میں قرآن کریم کی نصِ صریح کی تکذیب کی ہے۔ ان کا مذہب سراسر باطل اور اس کا ماننے والا بلا ریب ملحد اور زندیق ہے۔

مذکورہ تقریر سے واضح ہوا کہ نبوت نہ تو کمالِ فطری ہے نہ کسبی بلکہ محض موہبتِ الٰہی ہے۔ قال اللہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ یعنی اللہ خوب جانتا ہے کون قابلِ رسالت ہے۔ اسی لئے یہ منصب خاص خاص بندوں کو عطا ہوتا رہا ہے اور ایک بڑی زبردست دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ امورِ فطریہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی تخصیص کرنا خود قانونِ فطرت کی مخالفت کرنا ہے۔ پس اگر نبوت نورِ فطری ہے اور وحی نورِ فطرت سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے تو کیوں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ چونکہ امورِ فطریہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے کبھی محدود الوقت نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کسی خاص زمانہ تک ان کا محدود کرنا خود خلافِ فطرت ہے۔ اسی بنا پر اور نصوصِ آیات اور احادیث پر ہم یہ کہتے ہیں کہ نبوت کمالِ فطری نہیں بلکہ نورِ نبوت کی قابلیت نبی کی ذات میں ودیعت ہوتی ہے جس سے وہ نورِ وحی کو قبول کرتا ہے۔ الحاصل نورِ وحی فطرتِ انسانی سے بالکل الگ چیز ہے۔ جس کو کسی خاص انسان کی فطرت پر ملک القا کرتا ہے۔ یہی صحیح مذہب ہے اور اسی کو تمام اہلِ حق نے قبول کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور عام لوگوں میں مابہ الامتیاز

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نبوت سے پہلے نبی کو دوسرے انسانوں میں کچھ خصوصیت اور امتیاز نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح خیر و شر نیک و بد تمام افعال کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ جس طرح بعض افرادِ انسانی بالطبع نیک ہوتے ہیں اور شر کی طرف انہیں مطلقاً میلان نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی اللہ بھی اپنے نورِ فطرت کی وجہ سے نبوت سے پہلے بھی ہر ایک قسم کی ظاہری اور باطنی خباثتوں سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ آج تک کسی نبی کی نسبت آج تک نہیں کہا گیا کہ وہ نبوت سے پہلے زانی، شرابی، دغا باز، کاذب اور مکار تھا۔ بلکہ وہ ہر شخص کی نظروں میں محبوب اور محمود ہوتا ہے لیکن انہوں نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ اور نہ مشرکوں کے رسم و رواج اختیار کئے۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ اسلام نے اجماع کیا ہے کہ نبوت سے پہلے بھی نبی اللہ ہر گناہِ کبیرہ سے معصوم ہوتا ہے۔ البتہ صغیرہ اور سہو میں علماء کا اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ بعثت سے پہلے صغائر کا ارتکاب ممکن ہے مگر بعثت کے بعد وہ تمام صغائر اور کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ پھر بھی ان سے سہو ہوتا ہے۔ جو لوازماتِ بشریت ہے۔ مگر وحی فی الفور اس سہو پر آگاہ کر دیتی ہے۔ اور نبی کو سہو پر قائم نہیں رکھتی۔ انبیاء علیہم السلام کی شان میں سہو کا تسلیم کر لینا ہرگز ان کی عصمت اور معصومیت کا مانع نہیں ہے کیونکہ عصمت ایک قوت ہے۔ جو نفس کو رضاءِ الٰہی کے خلاف حرکت کرنے نہیں دیتی یعنی ارادہ اور ارتکاب تو کجا بلا نفس میں گناہ کے لئے حرکت اور کسی قسم کا میلان بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ امر بالکل صحیح اور قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جس طرح بعض دوسری طاقتیں بعض لوگوں میں اس قدر قوی ہوتی ہیں کہ دوسرے لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح نفسِ انسانی کا فطرتاً خیر اور سعادت پر پیدا ہونا بالکل امرِ واقع ہے۔ چنانچہ سورۂ نور کی آیت يَكَادُ زَيْتُهَا الخ میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے حضرت صہیب شامی رضی اللہ عنہ کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ یعنی صہیب بہت اچھے آدمی ہیں۔ اگر بالفرض انہیں خوفِ خدا کی پابندی میں آخرت کا خوف دل میں نہ ہوتا تب بھی وہ اللہ سے سرکشی نہیں کرتے۔ جب بعض غیر انبیاء کے لئے خیر و سعادت پر بالطبع پیدا ہونا ممکن ہے تو انبیاء علیہم السلام کے لئے بدرجہ اولیٰ یہ امر تسلیم کرنا ہوگا۔ اور جب تعلیمِ وحی انہیں دوسرے انسانوں سے ممتاز کر دیتی ہے تو ان کی فطری طہارت شریعتِ الٰہی کی پابندی سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور یہ تعلیم ان کی فطری طہارت سے ایک علیحدہ حقیقت ہے اور یہی ان کے مابہ الامتیاز ہے۔ اس مقام میں خصوصاً خشیت کے سوا مقامِ محبوبیت کے لوازم ہیں ان کا اور کوئی شمار نہیں ہوتا۔ درحقیقت محبوبیت کا اصلی مقام بجز نبی اللہ کے کسی غیر کو حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ بعض اکابر امت کو انبیاء کرام کی اطاعت اور اتباع میں مقامِ محبوبیت تک گزر ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

رسولؐ کی انقلابی جماعت اور اسکی قربانیاں

(بسلسلہ صفحہ)

شہید کر دیا۔ (اسد الغابہ)

حضرت ابو ذر غفاریؓ جب اسلام لائے تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے انہیں نیم دم کر دیا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب اول اول خانہ کعبہ میں قرآن مجید کی چند آیتیں باآواز بلند پڑھیں تو کفار نے ان کو اس قدر مارا کہ چہرہ پر نشان پڑ گئے۔ لیکن اس پر بھی انہوں نے کہا کہ اگر کہو تو کل پھر اسی طرح آواز بلند قرآن کی تلاوت کروں۔

(اسد الغابہ)

ان اذیتوں اور تکلیفوں کے علاوہ سیکڑوں اذیتیں اور تکلیفیں تھیں جو انہیں کفار دیتے رہے۔ کبھی ان کو پانی میں غوطے دیتے تو کبھی کوڑوں سے زد و کوب کرتے۔ کبھی بھوکا پیاسا رکھتے تو کبھی کوٹھڑیوں میں بند کر دیتے لیکن رسولؐ کی انقلابی جماعت ان تندو تیز آندھیوں کے طوفان میں کوہ گراں بن کر ڈٹی رہی۔

توحید کے ان متوالوں کو جہاں خدائے خدائی پر یقین کامل تھا وہاں رسول کی ذات سے بھی انہیں والہانہ شیفتگی تھی۔ وہ رسول کی اطاعت و محبت کے جذبہ سے صرف سرشار ہی نہ تھے بلکہ انہیں محبت رسول کی بدولت بھی مصائب و آلام کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان کی محبت رسولؐ، استقامت، اولوالعزمی اور فدائیت و قربانی کو دیکھ کر ابل کتاب پکارا اٹھے کہ عیسیٰ بن مریم کے اصحاب اور حواری بھی اس سے زیادہ تکلیف و اذیت برداشت کرنے والے نہ تھے۔

(استیعاب)

حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے تو ایک تقریر کے ذریعہ لوگوں کو دعوت اسلام دی۔ کفار نے یہ ناما نوس آواز سنی تو ان پر دفعتاً ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ حضرت ابو بکرؓ کے قبیلے بنو تیم کو ان کی موت کا یقین ہو گیا۔ وہ ان کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کو جب ان کی زبان کھلی تو بجائے اس کے کہ اپنی تکلیف بیان کرتے رسول اللہ کا حال پوچھا۔ خاندان کے لوگوں نے یہ سنا تو ان سے الگ ہو گئے

لیکن اس پر بھی ان کو محبوب رب العالمین کی رٹ لگی رہی۔ بالآخر لوگوں نے ان کو حضورؐ کی خدمت میں پہونچا دیا۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو آپ ان کے اوپر گر پڑے۔ ان کا بوسہ لیا۔ اور سخت رقت قلب کا اظہار فرمایا۔

(اسد الغابہ)

حضرت عثمان غنیؓ کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ جس کی سرداری اس زمانہ میں ابو سفیان کے ہاتھ میں تھی۔ اور یہ ابو سفیان اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ اسلام کے سخت دشمنوں میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ اپنی وجاہت، خاندانی عزت اور ہردلعزیزی کے باوجود جو امیہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گئے۔ خود ان کے چچا حکم بن عاص بن امیہ نے رسی سے آپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک تم نئے دین کو نہیں چھوڑو گے میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت زبیرؓ کے اسلام کی خبر جب ان کے چچا نوفل بن خویلد کو ملی جو حضرت زبیرؓ کے سرپرست تھے تو وہ سخت برہم ہوئے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی کوشش کی کہ ان کو اسلام سے برگشتہ کر دیا جائے۔

حج کس طرح ہوتا ہے؟

(بسلسلہ صفحہ)

راستہ میں مزدلفہ کی مسجد میں (جو مزدلفہ کے قریب ہے) جس وقت پہنچو تو بہت چل کر جلد نکل جاؤ۔ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں مارو۔ ہر کنکری مارتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے جائیے۔ رمی سے فارغ ہو کر شکریہ حج کے طور پر قربانی کرو۔ قربانی کرنا مفرد کو مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ البتہ قران اور تمتع کرنے والے کو خون دینا واجب ہے۔ قربانی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈاؤ یا سر کے بال ترشواؤ۔ سر کے بال کترنے یا منڈوانے سے پہلے ناخن، بغل یا چہرہ کے بال صاف کرنا درست نہیں۔

سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد آپ کا احرام ختم ہو گیا۔ احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ البتہ طواف زیارت سے پہلے عورت حلال نہیں۔ لہٰذا ظہر سے پہلے منیٰ سے مکہ میں آ کر طواف زیارت ادا کرو۔ یہ طواف زیارت حج کا آخری رکن ہے۔ اگر آپ طواف زیارت کے ساتھ سعی کر چکے ہیں تو زیارت میں رمل اضطباع کی ضرورت نہیں (طواف زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ مگر خاص دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا

افضل ہے)

طواف زیارت کے بعد دوگانہ پڑھ کر منیٰ واپس چلے جاؤ۔ رات کو منیٰ میں رہو۔ منیٰ میں گیارہویں شب کا قیام مسنون ہے۔ گیارہویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرو۔ پہلے جمرۂ اولیٰ کی، پھر جمرۂ وسطیٰ کی پھر جمرۂ عقبیٰ کی۔

بارہویں تاریخ کو بھی اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرو پھر تیرھویں تاریخ کو بھی اسی طرح بعد زوال رمی کرو۔ رمی جمرات سے فارغ ہو کر نکل کر وادی محصب مکہ کی جانب چلو۔ اور وادی محصب میں ٹھہر کر دعا مانگو۔ اس جگہ ٹھہرنا مسنون ہے۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا کرو۔ اب حج پورا ہو گیا۔ عورت بھی حلال ہو گئی۔ اب جب تک جی چاہے مکہ میں ٹھہرو۔ اور حرم شریف کی نمازوں اور نفل طواف کو جتنا کر سکو غنیمت سمجھو۔

مکہ سے واپسی پر۔ رخصت ہوتے وقت آپ پر خانہ کعبہ کا طواف وداع (آخری طواف) واجب ہے۔ اس طواف کو نہایت عاجزانہ انداز میں ادا کر کے ملتزم پر حاضر ہو کر گریہ و زاری کے ساتھ توبہ و ندامت کے ساتھ دعا مانگیے۔ بار بار لوٹئے کا بھی: خاطر روتا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنا لیجئے یہ بیت شریف کی آخری زیارت ہے۔ خدا نے پھر یہ باسعادت گھڑیاں اور پر انوار لمحات و ساعات کب نصیب ہوں۔ ملتزم پر دعا کرنے کے بعد دوگانہ طواف ادا کر کے چاہ زمزم پر پہنچ کر خوب شکم سیر ہو کر زمزم پیو۔ اور دعا کیجئے مانگیے۔ اور بادل حسرت و افسوس کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے ہوئے رخصت ہو جائیے۔ حج سے فارغ ہو کر آپ مدینہ طیبہ پہنچ کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اقدس کا شرف حاصل کریں اور نذرانہ صلوٰۃ و سلام پیش کریں۔

زائرین حرم سے غریبانہ التجا

آپ سے خصوصی ادب میں مجھ غریب کے نادار بے سر و سامان عبد العزیز کو بھی یاد کیا جائے شاید آپکی دعاؤں کی برکت سے اللہ مجھ پر رحم و کرم ہو اور اپنے جوار میں آنا نصیب کرے۔ آمین۔

بقیہ:- عصمت انبیاء علیہم السلام

غرضکہ اسی طرح رسول انبیاء علیہم السلام کے رتبہ سے بے خبر ہوتا ہے۔ اس مقام کی حقیقت کو خوب سمجھنا چاہئے کیونکہ عام لوگوں کو حقیقت عبودیت کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ وہ مقام ہے جس پر صرف جماعت انبیاء علیہم السلام کے کسی غیر کو قیام کا موقع نہیں مل سکتا۔ پھر جماعت انبیاء علیہم السلام سے جو مقام عبودیت جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے وہ کسی کو بھی نہیں ملا۔ اب ہم تمہیں قرآن مجید سے اس دعویٰ کا قطعی ثبوت دیتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات میں غور کیجئے کہ حضور علیہ السلام کو وصف عبودیت کے ساتھ کس کس موقع پر یاد کیا گیا ہے مثلاً قال اللہ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي

رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

یعنی اگر تمہیں ہمارے بندہ پر نازل کردہ قرآن مجید میں شک ہے تو تم سب مل کر اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ اس آیت میں حضورؐ کی وصف عبودیت کا مقام تحدی پر ذکر کیا گیا ہے۔ تحدی سے بطریق غلبہ و قہر منکر پر اتمام حجت مقصود ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اللہ کی تمام روحانی طاقتیں جو حقیقی توحید کے انوار قالب ہوتے ہیں منکرین کو اس طرح مغلوب کر لیتی ہیں کہ نبی اللہ کا غالب آنا اور منکرین کا مغلوب ہونا اس کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي۔ (باقی آئندہ)

بولنگیر میں زرعی انقلاب

اڑیسہ کے بولنگیر ضلع کے کسانوں کو زراعت کے شعبے میں اپنی نمایاں کامیابی پر ناز ہے۔ اُن کی انتھک کوششوں اور عزم محکم کی بدولت بولنگیر ضلع جہاں کبھی اناج کا قحط رہتا تھا آج زرعی پیداوار میں خود اکتفائی منزل پر پہنچ چکا ہے۔

سال ۶۶-۱۹۶۵ء میں پہلی مرتبہ دھان کی تائی چنگ قسم کا تجربہ کیا گیا تھا۔ ۶۷-۱۹۶۶ء کی خریف کی بوائی کے دنوں میں اس ضلع کے ۴۰۵ ایکڑ رقبہ اراضی میں دھان کی تائی چنگ نیٹیو-۱ قسم کے بیج بوئے گئے۔ اس ضلع میں زراعت کے شعبے میں انقلاب کا یہ آغاز تھا۔

اس کے نتیجے میں اوڈیشی بلاک کے کوشی پلی گاؤں کے ایک کسان شری نکنن کمار دھیرو نے فی ایکڑ ۹۵ من اناج پیدا کیا۔ ان کی اس کامیابی پر ریاستی سرکار نے انہیں ایک پمپنگ سٹ بطور تحفہ پیش کیا۔ لوئی سنگھی کی پنچایت سمیتی نے انہیں ایک پاور اسپریئر پیش کیا۔ ریاستی وزیر اعلیٰ نے نئے سال کی مبارکباد دینے کے لئے جو کارڈ چھپوائے ان پر شری نکنن کمار دھیرو اور ایک دوسرے کسان کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

اس ضلع کے کسانوں میں زیادہ اناج پیدا کرنے کا ایک شوق سا پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ آپس میں اس کام میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خریف کی کامیابی کا اثر ربیع پر بھی پڑا۔ سینچائی کے لئے پانی کی بڑی کمی تھی۔ اسے دور کرنے کے لئے اس ضلع کے لوگوں نے جہاں بھی پانی دستیاب ہوا اس کا استعمال کیا۔ انہوں نے ندیوں اور نالوں پر چھوٹے چھوٹے باندھ بنائے اور بنجر زمین کی اصلاح کر کے اسے کھیتی کے قابل بنایا۔ خود اٹھاؤ آب سے پمپوں کے ذریعے پانی نکالا گیا۔ لیولوں کے کنووں سے زمین کو سیراب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ سال ۶۸-۱۹۶۷ء کی ربیع بوائی میں ۱۲۰۶۹ ایکڑ زمین پر تائی چنگ قسم کے دھان کے بیج بونے کا نشانہ مقرر کیا گیا۔ اس سے ۲۰۰۰ ایکڑ زمین دو بلاکوں میں اور بقیہ زمین دوسرے مختلف بلاکوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کسانوں کے پختہ ارادے اور مثالی محنت اور سرکار کی مدد سے اس پروگرام میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کسانوں کے بلند حوصلے کے سبب اس مقررہ نشانے سے بھی زیادہ زمین یعنی ۱۴۲۰۰ ایکڑ رقبہ اراضی پر تائی چنگ قسم کے بیج بوئے گئے۔

آج بولنگیر ضلع میں دھان کے ہرے بھرے کھیت لہلہاتے دکھائی دیتے ہیں۔ کسانوں کو اپنی کامیابی پر فخر ہے۔ بولنگیر کے کسانوں میں ایک نیا جوش پایا جاتا ہے۔

جون ۱۹۶۹ء تک ان ضلعوں سے ۲۵ ہزار ٹن دھان کی وصولی ہو چکی ہے جبکہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں کل ساڑھے سات ہزار ٹن کی وصولی ہوئی تھی۔ جو سال ۱۹۵۱ء کے بعد سے سب سے زیادہ تھی۔

عِلم کی فضِیلت

از:- مولانا ابوالفضل مقبول احمد سیوہاروی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے زیادہ فضیلت علم کو بخشی ہے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترغیب دی ہے کہ وہ علم کے زیادہ ہونے کی دعا کریں۔ اور خدا سے التجا کریں کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دے) (القرآن)

فخر الدین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ علم کی نفاست اور علو مرتبت پر دلالت کرتی ہے۔ نیز انہوں نے دوسری آیت شریفہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ (سوائے اس کے نہیں کہ خشیت الٰہی صرف اہل علم بندوں پر طاری ہوتی ہے۔ القرآن) پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ شرح المواہب میں خشیت کے معنی خوف و ہیبت طاری ہونے کے ہیں امام رازی نے آیت مبارکہ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ سے بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ جنت صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہوں اور اللہ سے صحیح معنی میں ڈرنا اہل علم کے شایان ہے اور یہی جنت کے حقدار ہوں گے۔ انہوں نے علم کی توضیح کرتے ہوئے اسے تین طرح مقرر فرمایا ہے۔ ایک علم بالقدرت دوسرے علم بکون تیسرے علم بچون کی حکمت اور جب یہ ہر مسلم کو اور پورا علم حاصل ہوگا تو خشیت ربانی کی نعمت سے انسان مشرف ہوگا۔ تمام علوم میں سب سے افضل کون سا علم ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا افضل علم علوم دینیہ ہیں۔ امام شافعیؒ نے عبادت سے افضل علم کو تسلیم کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے جہاد سے برتر علم کو قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ و بین النبیین درجۃ واحدۃ۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا علم کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان چپ رہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ کان لگا کر سنے اور سننے کی طلب رکھے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اسے خوب یاد رکھے۔ چوتھا درجہ یہ ہے اس پر عمل کرے اور پانچواں درجہ یہ ہے کہ اسے دنیا میں عام کرے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا علم کے خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ اور وہ انہیں تقسیم فرماتا ہے جو اسے محبوب ہوتے ہیں۔ صاحب علم کا تعلق حسب و نسب رنگ و نسل سے کچھ بھی نہیں ہے حضرت عطا ایک سیاہ فام حبشی غلام تھے۔ اور آپ کے حلقۂ درس میں اکابر و اعاظم شریک ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ سلطان سلیمان بن عبدالملک ایک روز آپ کے درس میں شریک ہوئے اور مناسک حج پوچھے حضرت عطاء نے ارشاد فرمایا سلطان نے اسے منضبط کیا اور اپنی اولاد کو وہی باتیں سکھائیں۔

ابن المبارکؒ نے کہا ہے کہ عالم کسی سے مزید علم طلب کرے تو اس کی عزت نہیں کم ہوتی لیکن جو علم طلب نہ کرے وہ یہ گمان کرے کہ میں خود سب کچھ جانتا ہوں وہ جاہل ہے عالم نہیں۔

بلاری میں خاندانی منصوبہ بندی

ضلع بلاری میں جاریہ خاندانی منصوبہ بندی کی مہم کے تحت اب تک (۱۰۱۰۷) مردوں نے نس بندی آپریشن کرائے۔ اور (۳۵) عورتوں نے لوپ لگانا منظور کر لیا۔

انگلی پبلک ہیلتھ سنٹر (۲۵۰۰) مردوں کے نس بندی آپریشن کر کے سر فہرست رہا۔ فلم شو اور بری کتھاؤں کے ذریعہ پروپگنڈہ کے باعث پروگرام کی رفتار کافی تیز رہی ہے۔

ناقابل اشاعت مضامین
واپس نہیں کئے جاتے

عبدالعزیز رحمانی
ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے
دائرہ الکٹرک پریس چھتہ بازار
حیدرآباد میں چھپوا کر
دفتر عزیز
گنی گلی کرنول سے شائع کیا

REGD, NO: H-494
خریداری نمبر ___
FROM
AZIZ FORTNIGTLY KURNOOL (A.P)